محمد پرویش شاہین
ڈائریکٹر،لینگوئجز ریسرچ پراجیکٹ سنٹر،مینگورہ، سوات

کنیاوالی

Muhammad Parwaish Shaheen

Languages Research Project Center, Mengora, Swat

Kanya Wali

Pakistan is a multilingual country.It has been a centre of many old languages.The 'kanyawali' is a language which belongs to kohistan.A small number of speakers and a few persons know it. There is an introduction of this language in this article.

ضلع کوہستان جسے انڈس کوہستان ، اباسین کوہستان اور خالص کوہستان کہا جاتا ہے۔صوبہ پختونخوا کا آخری مگر نہایت پسماندہ ضلع ہے، اگرچہ قدرتی وسائل سے مالا مال وادی ہے، جو آپس میں کئی دل کشا وادیوں میں بٹی ہوئی ، چونکہ دریائے سندھ یا دریاؤں کا باپ اباسین اس ضلع کے عین درمیان میں سے گذرتا ہے۔جس کی وجہ سے کوہستان دو بڑے بڑے حصوں مغربی کوہستان اور مشرقی کوہستان میں بٹا ہوا ہے۔

مغربی کوہستان میں بن کڑ، دوبیر، رانولیا، کیال، پٹن، جیجال، کمطہ سیو، کرنگ اور دوکا مشہور مقامات ہیں۔جبکہ مشرقی کوہستان میں مدرخیل، بٹیڑہ ،کوئی ،مھرین ، پالسی ،جلکوٹ، داسو ،ھربن، سازین اور شنیال مشہور مقامات اور وسیع و عریض وادیاں ہیں۔

مغربی کوہستان ۱۹۷۶ء تک سابق ریاست سوات میں شامل تھا، جبکہ مشرقی حصہ ۱۹۵۶ء تک نیم خودمختار اور ۱۹۷۶ء تک اسی طرح آزاد رہا ہے۔

سوات کی بادشاہت ۱۹۶۹ء میں ختم کردی گئی ۔مگر پھر بھی مغربی کوہستان ضلع سوات کا حصہ بنا رہا، جب ۱۹۷۵ء میں ان علاقوں میں پٹن نامی قیامت خیز زلزلہ آیا، تو اس کے بعد کوہستان کو ۱۹۷۶ء میں ایک الگ ضلع بنایا گیا۔جس کا صدر مقام داسو ہے۔اور جس کی تین تحصیلیں داسو، پٹن اور پالسی ہیں۔

کوہستان اپنی بے پناہ معدنیات وسیع اور گھنے جنگلات، جسے Green Gold کہا جاتا ہے۔قسم قسم کی ادویاتی جڑی بوٹیوں، مختلف قسم کے وحشی جانور، پرندے، مختلف ندی نالے، اور بڑی جھلیں، مختلف قسم اور مختلف رنگوں اور جسامت کے بلندوبالا پہاڑ، فلک بوس چوٹیاں، وافر مقدار میں گلیشئر و اور برف، خوشبودار سیاہ زیرہ اور ہر قسم کی دیسی اور پہاڑی سبزیاں، وافر مقدار میں بھیڑ بکریاں، محنت کش افراد لیکن آگے بڑھنے اور ترقی کے مواقع نہ ملنے کی وجہ سے یہ عارضی جنت اپنے باسیوں کے لیے ایک جہنم بنا ہوا ہے۔جہاں مٹی کا تیل جلانا بھی عیاشی سمجھی جاتی ہے۔

مغربی کوہستان میں زیادہ تر کوہستانی ، پشتو اور گوجری بولی جاتی ہے جبکہ مشرقی حصہ میں بٹیڑی ،چھیلسو (chiliso)، گباری (gabari)، پہاڑی، پشتو،اورشینا بولی جاتی ہے جواسی علاقے کی سب سے بڑی اور خالص زبان ہے

مغربی حصے میں ایک بہت بڑی وادی، وادئ کندھیا/کندیا ہے، جو اپنے میٹھے پانی، زرخیزی اور وافر مقدار میں پائے جانے والی مچھلیوں کے لیے مشہور ہے۔اسی وادی میں بھی دیگر مغربی کوہستان کی طرح کوہستانی زبان بولی جاتی ہے، کافی عرصہ تک عالموں کا خیال تھا کہ یہ کوہستانی زبان صرف اسی کوہستان تک محدود ہے،لیکن ۱۹۶۰ء کے عشرے میں جناب ڈاکٹر بدروس (George Buddrus) جو کہ World Expert on dardic languages ہیں۔جناب نے ۵۹۔۱۹۵۸ء میں سابق ریاست تانگیر (Tangir) میں جو کہ خالص شینا بولنے والوں کامسکن ایک نئی زبان دریافت کرلی۔ جنھوں نے بعد میں ۱۹۵۹ء ''کیناوالی'' KANYA WALI کے نام سے کتابی شکل میں چھپوادیا۔(ان دنوں میں سکول کا طالب علم تھا۔اس لیے نہ صرف اسی زبان سے بلکہ دیگر زبانوں اورلسانیات کے میدان سے ناواقف تھا،لیکن جب میں نے ۱۹۸۰ء میں ان دردی Dardic زبانوں کے بارے میں کچھ جاننے اور کچھ لکھنے کا ارادہ کرلیا اور مکالمہ کے دوران اور پھر پروفیسر کارل جیٹجار، پروفیسر شمت رتھ لیلیٰ، اور دیگر کئی حضرات کے منہ سے اسی زبان کے بارے میں معلوم ہوا تو میں بالکل حیران ہوا کہ صاحب موصوف دھوکا کھا گئے ہیں۔دوسرا یہ کہ کنیاوالی کا نام/لفظ تک نیا لگ رہا تھا۔

لیکن جب علم لسانیات کے آفتاب و ماہتاب جناب کارل جیٹجار، جناب مارگنسٹرین، جناب فیسی مین، جناب ایڈل مین، جناب سکالی موسکی وار جناب مسیکا (Masica) اسی پر مہر تصدیق ثبت کریں۔(باقی حضرات کے نام آگے آئینگے) تو اب میں کون ہوں کہ میں نہ مانوں،اس لیے میں خود اس زبان کے پیچھے تانگیر پہنچا۔میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کی قدیم نسل یا قدیم وطن ہجرت کی وجوہات اور رسم ورواج پر مواد جمع کرتا ہوں۔لیکن میرے جانے کا وقت غلط نکلا، کیونکہ موسم گرما میں وہ حسب عادت اونچی اونچی چراہ گاہوں پر گئے ہوئے تھے۔دوسرا یہ کہ ان دنوں میں ایک خطرناک زلزلہ بھی آیا،اس لیے کچھ ادھر ادھر تیر مار کر میں واپس خالی ہاتھ آیا، فی الحال میرے لسانی کچکول میں جو کچھ بھی ہے، وہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، موقع ملا، تو اس سال کے جون میں کسر پوری کروں گا۔

زبان کا جغرفیائی علاقہ:

یہ زبان جو جناب بدروس نے دریافت کرلی ہے، ضلع کوہستان سے ملحقہ قدیم ریاست اور آج کل ضلع دیامر کی ایک تحصیل تانگیر (Tangir) میں بولی جاتی ہے۔اور یہ زبان وہیں کے ایک چھوٹے سے گاؤں بنج کڑی (Banjkari) میں بولی جاتی ہے۔

تانگیر کو ایک مشہور اور عام راستہ ضلع کوہستان کے شیتال (Shatial) کے مقام پر دریا کے سندھ پر بنائے ہوئے لوہے کے پل کو پار کرکے جایا جاسکتا ہے۔ پل کے پار سڑکیں دو ہو جاتی ہیں۔مشرق کی طرف سڑک ایک اور قدیم ریاست اور آثار قدیمہ کے گڑھ داریل (Darel) کو جاتی ہے، جبکہ مغرب کی طرف سڑک تانگیر کو جاتی ہے، گلگت کی طرف سے آنا ہو تو گلگت سے داریل مشرقی سمت میں واقع ہے اور تانگیر مغرب میں واقع ہے۔ گلگت سائڈ پر ایک اور قدیمی ریاست یاسین (Yaseen) سے تانگیر کوئی راستے جاتے ہیں اور تانگیر بہت سی باتوں میں یاسین سے مشابہہ ہے لیکن یاسین کی نسبت یہاں بہت بڑے اور گھنے جنگلات واقع ہیں۔جس طرح کہ داریل اور یاسین وغیرہ کے لوگ بڑے بڑے قلعہ جات کے اندر رہتے ہیں۔مگر تانگیر کے لوگ قلعوں کے اندر محصور ہونے کے بجائے جدا جدا اور کھلے گھروں میں رہتے ہیں۔تانگیر کے لوگ دوسرے لوگوں کی طرح مہمان نواز تو ہیں ہی مگر زیادہ صاف ستھرے، ذہین خلیق نرم خو اور مہذب لوگ ہیں۔سوات کے لوگوں کا ان کی زبان، سماجی، معاشی اور مذہبی زندگی پر بڑا گہرا اثر ہے، پرانے وقتوں میں (شاہراہ بننے سے پہلے) تانگیر کے لوگ سوات آیا

کرتے تھے، یہاں لین دین اور تجارت کرلیا کرتے تھے۔ ان کے جنگلوں کے ٹھیکدار بھی یہی لوگ تھے۔ ان علاقوں میں زمانہ قدیم سے پشتونوں کی طرح جرگہ سسٹم چلا آرہا ہے۔ اس لیے اکثر کوہستانی علاقوں میں کوئی مقامی حکومتیں نہیں بنی ہیں۔ لیکن اس بارے میں تانگیر کی تاریخ کچھ الگ ہے۔ بقول شومبرگ ان پر اگر کسی نے حکومت کی ہے تو وہ راجہ پختون ولی (Pakhtoon Wali) تھے جو بارہ سال تک (1904۔1916) تک اس ریاست کے مطلق العنان حکمران رہے ہیں اور جس کے عہد میں مشہور جغرافیہ دان انگریز جارج ہیورڈ کا قتل ہوا تھا۔ اگرچہ گلگت کے بادشاہوں نے راجہ پختون ولی کو بارہا سمجھایا تھا، کہ انگریزوں کے ساتھ دشمنی کے بجائے دوستی سے کام لو۔ لیکن ان کا تاریخی جواب تھا۔ ''میں کسی کی ماتحتی قبول کرنے والا نہیں ہوں۔ میں اکیلا حکومت کروں گا اور کسی کے سامنے نہیں جھکوں گا۔ (۱)

پشتون ولی کے بعد قبائلی ملکوں (War Lords) کا دور شروع ہوا۔ اگرچہ سیادت اپنی اپنی خیل (Sub tribe) کی ملک (جشٹیرو) کو حاصل تھی۔ لیکن سماجی نظام چلانے کے لیے باقاعدہ کونسلیں بنائی گئی تھیں۔ چھوٹی کونسل ایک گاؤں تک محدود ہوتی تھی۔ لیکن بڑے جرگے جنگ، مقدمہ وغیرہ پیش آنے کی صورت ہی میں بڑی کونسل بلائی جاتی تھی۔ جو بیرونی اور اندرونی جھگڑوں اور آفات وغیرہ کا بندوبست کرتی تھی۔ یہ نظام ۱۹۵۰ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد یہیں پر نمبردار (Lambarda) سسٹم رائج کر دیا گیا۔ اب قدیم ریاست ضلع دیامر میں شامل ہے۔ جس میں تانگیر کے علاوہ داریل، استور اور چلاس (Chillas) جیسے وسیع وعریض علاقے شامل ہیں، جس کا صدر مقام چلاس ہے۔

نسل اور قومیں:

اگرچہ اس میں زیادہ تر شینا زبان بولی جاتی ہے، جو آپس میں چار بڑی ذاتوں میں منقسم ہیں۔ ۱۔ شین (Shin) ۲۔ یشکون (yashkon) ۳۔ کمین (kamin) ۴۔ ڈوم (Dom)، ان کے علاوہ کچھ اور نامعلوم قوم کے افراد شوٹو بھی رہتے ہیں۔ (یہ بھی سننے میں آیا تھا، کہ یہاں ایک اور زبان شمپو بولی جاتی ہے۔)

ان ذاتوں کے علاوہ یہاں پشتون۔ سید جن کو بڑے احترام سے دیکھا جاتا ہے، اور جو ملکیتی حیثیت سے یہاں آباد ہیں، پشتون اور سید آپس میں پشتو بھی بولتے ہیں۔

دریا اور زرخیزی:

یہاں کی زمین بڑی زرخیز اور فصل خیز ہے، میوہ دار درختوں کی بہتات ہے، اور یہاں کے اخروٹ پاکستان بھر میں اپنی رنگت اور نزاکت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ تانگیر کا زریں حصہ بالائی حصے سے تنگ ہے، تانگیر کا اپنا ایک رواں دواں دریا ہے۔ جو دریائے تانگیر کے نام سے مشہور ہے۔

نقل مکانی یا مالی:

یہ کوہستان زادے سال کے چھ مہینے نیچے میدانی علاقوں میں بنے ہوئے اپنے مکانات میں گذارتے ہیں، لیکن جب اپریل میں اوپر پہاڑی کھیتوں میں مکئی بونے کا موسم آجاتا ہے تو پوری کی پوری آبادی نیچے کے علاقوں سے اوپر کے علاقوں میں نقل مکانی کر جاتی ہے۔ جسے یہ مقامی طور پر مالی (Mali) کہتے ہیں۔ اوپر کے علاقوں میں موسم بڑا معتدل رہتا ہے، اور پھل پھول اور سبزیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن وہاں بھی یہ لوگ ایک جگہ نہیں ٹھہرتے بلکہ موسم کے مطابق جونہی ایک چراگاہ ختم ہو جاتی ہے تو اگلی چراگاہوں میں چلے جاتے ہیں، اس طرح اوپر کے علاقوں میں یہ کم سے کم تین چراگاہیں تبدیل کرتے ہیں۔ پھر جب مکئی کی فصل پکنا شروع ہو جاتی ہے تو یہ لوگ یکدم نہیں آتے، بلکہ تبدریج تین پڑاؤ ڈالتے ہوئے فصل

کاٹنے کے لیے آتے ہیں۔ جب فصل کاٹی جاتی ہے اور سب کیو دانہ دونکا اور گھاس پھوس محفوظ کرلیا جاتا ہے، تو پھر اکتوبر، نومبر کے مہینوں میں واپس نیچے کے دیہاتوں میں واپس آتے ہیں۔

اوپر جاتے وقت ان کے ساتھ ان کے پیش امام، لوہار، سکول ماسٹر وغیرہ غرض پوری آبادی منتقل ہو جاتی ہے۔ نیچے گاؤں میں صرف کتے اور چند آدمی جو کہ معمولی سا عوضانہ دیا جاتا ہے۔ فصلوں کی رکھوالی کے لیے رکھتے ہیں، جنہیں کوتوال کہا جاتا ہے۔ (۲)

چراگاہیں:

چونکہ زمینداری کے ساتھ ساتھ یہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں مویشی پالتے ہیں۔ جن میں گائے، بیل اور بھیڑ بکریاں ہوتی ہیں۔ ان علاقوں میں بھینس نہیں پالی جاتی ہیں۔ اس لیے یہ اپنی بہترین چراگاہوں سیتل مایٹرس اور چاشی میں جاتے ہیں۔ ان دنوں میں خوب مکھن اور گھی جمع کیا جاتا ہے۔

زمین کی خوراک:

کسی کی زمین زیادہ ہو یا وہ خود سنبھالنا نہیں چاہتا، تو پھر کھیتوں اور فصلوں کے کام کاج کے لیے ایک آدمی رکھ لیتے ہیں، جسے دکان (Dakan) دھقان کہا جاتا ہے۔ اور اسے فصل میں سے ۴/۱ یا ۵/۱ حصہ دیا جاتا ہے۔

خوراک:

گوشت، گھی، مکھن، دہی، دودھ، اور لسی بڑے شوق سے کھاتے ہیں، سبزیاں ان کو پسند ہے، لیکن خود نہیں اگاتے، سوات سے لے جاتے ہیں، نمکین چائے زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔ گوشت کو سکھا لیتے ہیں، اسے نمک دیدتے ہیں اور پھر سردیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس گوشت کو نسالو کہتے ہیں۔

جرگہ سسٹم:

ہر گاؤں کا اپنا اپنا جرگہ ہوتا ہے، جرگہ کے مشر (mashar)(Elder) کو جٹیڑ و کہا جاتا ہے۔ اور بیٹھنے کی جگہ کو ''بیاک'' کہا جاتا ہے۔

عمارات:

ان کی عمارات بڑی قابل دید ہیں۔ خاص کر مقبروں اور مساجد میں لکڑی کی جوگلکاری کی گئی ہے۔ اور جتنی بڑی بڑی لکڑی کے شہتیر، ستون، محراب، منبر، دروازے اور کھڑکیاں بنائی گئی ہیں۔ عمارات کی دیواریں بھی لکڑیوں سے بنی ہوئی ہیں۔

خواتین کا کردار:

خواتین کو پورے معاشرے میں بڑے احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ خواتین گھر کے تمام کام کاج کے علاوہ اپنے کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں، گھروں میں مٹی کی جتنی بھی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ ساری کی ساری خواتین بناتی ہیں۔

لباس:

لباس وہی پشتونوں والا لباس پہنتے ہیں۔ البتہ خواتین کے لباس پر ریشمی دھاگے سے جو ہاتھوں اور سوئی سے جو کام کیا جاتا ہے اور چھوٹے بچوں کے کرتوں، ٹوپیوں اور واسکٹوں پر جو کام کیا جاتا ہے۔ بڑا نفیس اور قابل تعریف کام ہے، مرد اور

لڑکے عموماً سردیوں میں پکول (Pakool) اونی ٹوپی پہنتے ہیں، ننگے سر گھومنا پھرنا پسند نہیں کیا جاتا۔

ذرائع آمدن:

ان علاقوں میں نہ کوئی انڈسٹری ہے، نہ کوئی کارخانے ہیں تعلیم کی بھی عام کمی ہے اور زنانہ تعلیم تو صفر کے برابر ہے، اس لیے زیادہ تر گذارہ زمینی پیداوار، مال مویشیوں سے آمدنی اور خاص کر جنگل کی رائلٹی سے، جنگلات کا بہت بڑا خزانہ ان کے علاقوں میں واقع ہے۔ جن میں دیار، کائل فرینی، چلغوزہ اور مختلف قسم کے وحشی جانور اور چرند پرند موجود ہیں ان کی آمدنی سے کرتے ہیں

غمی اور خوشی:

جب نومبر، دسمبر کے مہینوں میں اوپر کے پہاڑوں سے نیچے دیہات میں آتے ہیں، تو یہ موسم ان کے ہاں شادیوں کا موسم ہوتا ہے، جو بھی یار دوست اور رشتہ دار شادی میں شرکت کے لیے آتا ہے، تو اپنے ساتھ ایک دو، تین بکرے یا دنبے لاتا ہے، جنہیں اسی وقت ذبح کیا جاتا ہے، اس لیے سارے وافر مقدار میں گوشت کھا لیتے ہیں۔

غمی کی صورت میں دور دور کے گاؤں میں کوٹوال بھیجے جاتے ہیں اور موت کی خبر دیتے ہیں، سارے لوگ غم کے گھر میں جمع ہو جاتے ہیں، خیراتوں کے علاوہ بہت بھاری اور لاکھوں کے حساب سے استقاط تقسیم کی جاتی ہے۔

اسلام کی آمد:

ان کے علاقوں میں اسلام کا نور سوات کی طرف سے پھیلا ہے، اور اسلام کو آئے ہوئے کوئی تین سو سال ہو گئے، ان میں وہ مبلغین جو کہ اسلام پہنچنے کے بعد رشد و ہدایت میں مصروف رہے، ان میں اخون بابا، کابل گرام بابا، صدی بابا، بابا جی کے نام زیادہ مشہور ہیں، ان کی اولادوں کو زمینیں دی گئی ہیں اور وہ بڑے احترام کے ساتھ ان جگہوں میں رہ رہے ہیں۔

مساوات:

دیگر کوہستان کی نسبت اس علاقے کی ایک خاص اور قابل ستائش بات یہ ہے کہ یہاں کسی بھی آدمی کو چاہے اس کا سماجی مرتبہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو، گری نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہاں تک کہ زمین کے مالکوں اور زمین پر کام کرنے والوں میں کوئی خاص سماجی فرق نہیں ہوتا۔

چادر و چاردیواری:

چادر اور چاردیواری کا نہایت خیال رکھا جاتا ہے اور احترام کیا جاتا ہے ایک سے زیادہ شادیاں بھی کی جاتی ہیں، لیکن طلاق کا معاملہ یہاں نہیں ہوتا، لوگ بڑے خلیق، ملنسار اور نہایت درجے کے مہمان نواز ہیں۔

زبان:

زیر بحث زبان کنیاوالی (Kanyawli) جو پروفیسر جارج بدروس نے ۵۹۔۱۹۵۸ء میں علاقہ تانگیر میں دریافت کرلی تھی۔ حالانکہ پوری وادی میں شینا (Shina) زبان بولی جاتی ہے۔ یوں سمجھیے کہ شینا کی ایک وسیع وعریض سمندر میں کنیاوالی ایک جزیرہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور جناب بدروس واحد عالم ہیں جنہوں نے اسے ایک الگ زبان کے طور پر تسلیم کیا ہے، چونکہ موجودہ وقت میں جناب بدروس اپنے وسیع علم، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر دردی زبانوں پر ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جن کے اسی فیصلے کو بڑے بڑے ماہرین لسانیات نے تسلیم بھی کیا ہے۔

درداوردردی:

قدیم وقتوں سے ان لوگوں کو درد Dard اوران کی زبانوں کو دردی Dardic زبانیں کہا جاتا ہے، حالانکہ بولنے والے ان دونوں ناموں سے ناآشنا اور نابلد ہیں۔

کوئی دوسو سال قبل جب یورپ کے عالموں نے انڈویورپی زبانوں کا جائزہ لینا شروع کردیا۔ تو ابتدا میں یہ دردی زبانیں صرف آریائی گروپ تک محدود تھیں، لیکن بعد میں جب زبانوں کے باوا آدم جناب گریرسن نے اپنا ہند کا لسانی جائزہ لکھنا شروع کرلیا، تو اس وقت کئی عالموں کی طرف سے یہ سوال سامنے آ گیا ہے۔ کہ آریائی زبانیں صرف دو گروپوں یوروپی اور ہندی تک محدود نہیں ہے، کیا بلکہ ان میں ایک تیسرا بڑا گروپ دردی زبانوں کا بھی ہے، وار پھر جب اس گروپ پر گہری نظروں سے کام شروع کرلیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ گروپ نہ خالص ہندی ہے اور نہ خالص ایرانی ہے، بلکہ دونوں کے درمیان والا گروپ ہے۔ اس لیے اس کی چند خصوصیات کہ اس میں دونوں گروپوں کی آوازیں پائی جاتی تھیں۔ اسے اصلی اور ابتدائی آریائی زبانیں تسلیم کرلی گئیں۔

مشہور آرکیالوجسٹ اور ماہر لسانیات ونسبیات جناب سٹائن نے تو اپنی مشہور کتاب ''راج ترنگینی'' Raja Tarangni میں دردو کے قدیم وطن کا سراغ بھی لگایا اور لکھا کہ قدیم وقتوں میں یہ لوگ چترال، یاسین، گلگت، چلاس، بونجی، کشن گنگا، کشمیر وغیرہ میں بحیثیت حکمران آباد تھے۔ (۳)

پیساچی کے ساتھ تعلق:

سباچہ۔ سباچی، پشاچی (Pisachi) زبانوں کا ایک مضبوط گروپ ہے۔ جناب گریرسن دردی اور پیساچی کے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان دردی زبانوں کے بولنے والوں کے آباؤاجداد ایک سی زبان بولتے تھے، جو کہ انڈین گرامرنویسوں کے مطابق شیاچی زبان سے لگاؤ رکھتی تھی۔

That the ancestars of these tribes of the north west frontier once spoke language a kin to the paisachi of the Indian grammarians (۴)

دردستان:

قدیم کتابوں میں اور آج کل جدید دور کی تاریخی اور لسانیاتی کتب میں دردی زبانوں کے وطن کو دردستان Dardistan کے نام سے یاد کیا جاتا ہے لیکن جس طرح کہ وہ لوگ درد اور دردی کے نام سے واقف نہیں اس طرح وہ اپنے خطے اور ملک کے لیے دردستان کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔

دردستان کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا لکھتا ہے۔ کوہ ہندوکش اور کاغان کے درمیان اس علاقے کا نام جو ۳۷ درجے عرض شمالی ۷۴ درجے طول بلد مشرق کے درمیان واقع ہے، اس کا پہلا ذکر درد کے نام سے Strabo اور Pliny (یونانی اور رومی مورخین) نے کیا ہے، جبکہ جدید نام دردستان مشہور مستشرق ماہر لسانیات ڈاکٹر لٹنر نے دیا ہے۔ (۵)

تیسری شاخ:

تیسری شاخ کی بات بھی دائرہ معارف میں اس طرح درج ہے، اس لیے ہمیں یہ فرض کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ ہندایرانی کی ایک تیسری شاخ کا وجود بھی ہے۔ جو مجموعی طور پر ہندآریائی سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن ان لسانیاتی حد بندی خطوط (Isoglosses) کی ایرانی سمت میں واقع ہے۔ جو مجموعی طور پر ہندآریائی اور ایرانی کے درمیان حد فاصل قائم کرتے

ہیں۔اس شاخ میں اس کی اپنی قدیم خصوصیات بھی محفوظ رہی ہیں۔ یہ شاخ دوسری شاخوں سے کسی بہت قدیم زمانے میں الگ ہوئی ہوگی۔ (۶)

دردی اور کافرستانی زبانیں:

دائرہ معارف مزید لکھتا ہے کہ یہ نام ان متعدد زبانوں اور بولیوں کے لیے اب عام طور سے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اپنی بہت سی خصوصیات میں انتہائی قدیم ہیں، اور افغانستان، پاکستان اور کشمیر میں ہندآ ریائی لسانیاتی علاقے کے شمال مغربی کوہستانی گوشے میں بولی جاتی ہیں۔ (۷)

گریرسن:

گریرسن نہ صرف اس کو ایک الگ اور تیسری شاخ سمجھتا ہے بلکہ اسے ایک آزاد اور خودمختار گروپ بھی گردانتا ہے۔

From a third independent branch of the great aryan family and that the are neither Iranian nor Indian but some thing between both.(۸)

اب جبکہ یہ گروپ نہ صرف ایک آزاد اور خالص قدیم آریائی گروپ ہے، جس سے جنوب ایشیا اور سنٹرل ایشیا کی تقریباً تمام آریائی زبانوں کا سرچشمہ معلوم کیا جاسکتا ہے کیونکہ آج آریائیت مرچکی ہے، اس کا کوئی نام ونشان معلوم نہیں۔ جس سے ہم اس قدیم قوم آریا کا کیوں اتہ پتہ لگا سکے، کیونکہ آثار قدیمہ کا علم بھی اس بارے میں خاموش ہے، تو پھر ہمارے ہاں موجود اتنے قیمتی ذخیرے سے کام کیوں نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ اگر آریا معدوم ہوگئے لیکن ان اصلی اور قدیمی زبانوں کی (Echos) تو سنائی دے رہی ہے۔لیکن اگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم ایسی زبانوں اس کے بولنے والوں کو چھوٹا، غیر مہذب، غیر تحریری کا نام دے کر اسے نظرانداز کرجاتے ہیں۔

اس بارے میں مجھے نامور دانشور خالد اقبال یاسر کی یہ بات، سامنے آجاتی ہے کہ پاکستان میں بسنے والے کئی انسانی گروہ اپنے ضمنی کلچر میں ایسی زبانیں بولتے ہیں جو ابھی تک غیر تحریر شدہ یا جزوی طور پر تحریر شدہ ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کے حروف تہجی بھی وضع نہیں ہوئے۔لیکن ان کے بولنے والوں کو جاہل نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ وہ لوگ دانش سے بہرور ہیں مثلاً کھواری، بروشکی، بلتی اور کلاشا بولنے والے یقیناً جدید علوم سے واقفیت نہیں رکھتے لیکن انھوں نے صدیوں سے زندگی کا جو کام اپنے لیے وضع کرلیا ہے۔اسے اپنی اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے انہیں کسی کتاب یا مدرسے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (۹)

گروپ بندی:

جناب مسیکا (Masica) نے ان دردی زبانوں کی گروپ بندی کچھ یوں کی ہے۔ (۱۰)

انڈوارین: انڈوارین۔ دردی۔ ایرانین

دردی: شینا، کشمیری، کوہستانی۔ کھوار۔ کافری زبانیں

ان کے علاوہ کئی اور نامور ماہرین جارج بدروس، کارل جٹمار، زوگراف، فس مین اور گریرسن نے بھی اسی طرح کی گروپ بندی کی ہے۔لیکن زبانوں کے ایک اور نامور محقق جناب سکال موسکی (W. Skalmahiski) نے گلگت قراقرم کانفرنس منعقدہ ۱۹۸۳ء بمقام گلگت میں اپنا نقطہ نظر کچھ اور طرح پیش کیا۔ اور ان کے نظریہ پر سوالات بھی نہیں اٹھائے گئے (سیشن کے بعد میری ان سے اسی بارے میں کچھ گفتگو ہوسکی اور بعد میں کچھ خط وکتابت بھی ہوگئی۔لیکن میرے خیال بھی یہ معاملہ تاحال غور طلب رہا ہے۔ میں اس کانفرنس میں شریک تھا۔)

ان کا مقالہ بعد میں چھپ بھی گیا۔ ان دردی زبانوں کو وہ تو آریائی مانتے ہیں، لیکن ان کی گروپ بندی کے بارے میں کہ یہ ایرانی گروپ کی زبانیں ہیں یا ہندی گروپ کی۔ ان کا کہنا ہے:

> There has been until now no agreement between lors as to the exact position of Dardic with in the Indo-European family grisson regarded this group as a separat third member of the aryan branch, as more exactly . as a sub. branch of proto Iranian, In other words he regarded dardic as being situated some what closer to Iranian that to Indian. (۱۱)

بہرحال عام طور ان دردی (Dardic) زبانوں کو آریائی کے اندر ایک الگ گروپ کے طور پر جانا جاتا ہے۔

کوہستانی:

اوپر دیے گئے نقشے میں گروپ بندی کے لحاظ سے کوہستانی زبان اس دردی گروپ میں شامل ایک زبان ہے لیکن یہاں بھی ایک معمہ میرے سامنے آرہا ہے اور وہ یہ کہ کوہستان تو پہاڑوں کے مسکن یا مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔ تو پہاڑ تو پورے صوبہ بلوچستان اور پورے پختون خواہ اور اوپر کے شمالی علاقہ جات میں بہت زیادہ ہیں اور قدامت اور بلندی کی وجہ سے تیلتستان اور سوات کے پہاڑ سب سے زیادہ اونچے اور ہمالیہ اور نیپال کے نام سے سارے واقف ہیں لیکن ان پہاڑوں اور کہساروں کے باوجود نہ ان علاقوں کو کوہستان کہا گیا ہے اور نہ ان کی زبان کو کوہستانی کہا گیا ہے اور نہ کوہستانی لوگ اپنے خطے اور علاقے کو کوہستان اور اپنی زبان کو کوہستانی کہتے ہیں۔ اور پھر ان وسیع و عریض خطوں میں دو کوہستان اور بھی پائے جاتے ہیں، جن میں ایک کو سوات کوہستان اور دوسرے کو دیر (Dir) کوہستان کہا جاتا ہے۔ لیکن ان کی زبانوں کو کوہستانی نہیں بلکہ کاروی، توروالی، داچوی، کھوار، اور باشکرک کہتے ہیں تو پھر انڈس کوہستان کو کوہستان اور ان کی زبان کو کوہستانی کیوں کہا جاتا ہے؟

کوہستانی کے نام:

ان پہاڑی زبانوں میں آدمی بڑا دھوکہ کھا جاتا ہے کیونکہ ایک ایک زبان کو کئی کئی نام دیے گئے ہیں۔ جو اکثر اوقات نئے کام کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈال دیتی ہیں۔ کہ گویا یہ الگ الگ زبانیں ہیں۔ جس طرح کہ ان زبانوں کے بولنے والے ان علماء کو ان کے علاقوں کے دیے ہوئے ناموں کا کچھ بھی پتہ نہیں، اسطرح ان کی زبانوں کے ناموں کو جو اپنی طرف سے نام دیئے گئے ہیں ان ناموں سے وہ لوگ بھی واقف نہیں ہیں۔ مثلاً کوہستانی زبان کو جناب لٹنر نے شوتھن (Shuthum) کا نام دیا ہے۔ جناب کارل جٹمار نے ان کو منی (mani) اور منزری (Manzari) کے نام دیے ہیں۔ جناب میسکا صاحب نے اسے (Maiya) کا نام دیا ہے۔ جناب مارگنسٹرین نے اسے مے یان (Maiyan) کا نام دیا ہے۔ جناب کارل جٹمار نے اسے Maiya کے نام سے یاد کیا ہے۔ مسکال موسکی صاحب نے بھی اسے میاں Maiyan کے نام سے یاد کیا ہے۔ جناب فس مین نے بھی یہی نام دیا ہے، جبکہ زبانوں کے باوا آدم گریرسن نے اسے Maiya کے نام سے یاد کیا ہے۔ حالانکہ بولنے والے کوہستانی ان ناموں سے بالکل ناواقف ہیں، وہ اپنے وطن کو کوہستان Kostan اور اپنی زبان کو کوستی (Kostan koisti) جسے جدید لکھنے والوں یا باہر کے لوگوں نے کوہستان Kohistan

اور کوہستانی (Kohistani) بنا کر رکھ دیا ہے، اب چونکہ تحریری طور پر کوہستان اور کوہستانی عام مشہور ہوئے ہیں، اس لیے ہم بھی آگے چل کر یہی نام استعمال کریں گے۔

کوہستانی کے لہجے:

عام طور پر کوہستانی زبان دو لہجوں میں منقسم کر لی گئی ہے (۱) کندیا اور دوبیر کا لہجہ (۲) پٹن سیو کا لہجہ۔ لیکن لسانیات میں جس چیز کو بولی اور لہجہ کہا جاتا ہے۔ میرے خیال میں وہی کلیہ ان دو لہجوں یا بولیوں پر لاگو نہیں ہوتا، کیونکہ گنتی کے چند الگ الگ الفاظ سے الگ بولی اور لہجہ نہیں بنتا، ان چند الفاظ کے علاوہ ان دو لہجوں میں کوئی بھی فرق نظر نہیں آتا۔ جناب کارل جٹمار نے اس ایک کوہستانی زبان کو دو لہجوں میں تقسیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ایک لہجہ کو منزری (Manzari) کہا جاتا ہے جو کہ کندیا۔ اوتر (Uter) اور دوبیر میں بولی جاتی ہے، دوسری بولی (Dilect) منی (Mani) ہے جو کہ سیو، پٹن، جیجال اور کیال میں بولی جاتی ہے۔ (۱۲)

جناب فس مین نے بھی اس زبان کو دو بولیوں میں بانٹا ہے۔

Maiyan is divided in to two main dialect Mani and Manzari . (۱۳)

جناب مارگسترین نے اسے دو بولیوں مغربی اور مشرقی یا دو گروپوں میں تقسیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

Of which Duberi belongs to a western group and those patan, seo, etc. to an eastern one. (۱۴)

کنیاوالی:

ابھی تک تو کوہستانی زبان کو دو گروپوں یا دو بولیوں یا دو لہجوں میں تقسیم ہوتی ہوئی نظر آتی رہی۔ حالانکہ صاحبان موصوف نے ان کو منزری اور منی کے نام دیے ہیں، یہ ان کی زبانوں، بولیوں اور لہجوں کے نام نہیں ہیں۔ یہ ان کے سیاسی گروپوں اور قبائلی ڈلہ بندی کے نام ہیں۔ جس طرح کہ پرانے ڈلہ کو آج پارٹی کہا جاتا ہے، یہ دونوں سیاسی گروپ ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف رہے ہیں، ان میں سے اگر ایک گروپ سوات والوں کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیتا، تو دوسرا ان کے برعکس کسی اور نواب، بادشاہ یا خان کے ساتھ اتحاد کر لیا کرتا تھا۔

اب زبان کے ان دو گروپوں کے علاوہ ایک تیسرا گروپ بلکہ ایک اور زبان سامنے آتی، جسے کنیاوالی کا نام دیا گیا ہے۔ چونکہ اسی پر صرف جناب بدروس نے کام کیا تھا اور یہ نام بھی ان کا دیا ہوا ہے، کسی اور نے چونکہ ان جگہوں تک جانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اور اپنی اور یجنل تحقیق نہیں کی۔ اس لیے جو بھی اس زبان کا ذکر کرتا رہا۔ وہی بدروس صاحب والے مواد اور ان کی کتاب کے حوالے دیتا آیا ہے۔ بدروس صاحب کے قول کے مطابق یہ کیناوالی اپنی کوہستانی زبان کے علاقے سے ۸۰ میل دور ایک گاؤں بانگری (Bankari) جو کہ ریاست تانگیر میں واقع ہے، جو شینا زبان بولنے والوں کا گڑھ ہے، میں بولی جاتی ہے۔

ابتدا میں راقم الحروف کا خیال تھا، کہ یہ کوہستان کی بڑی وادی کندیا/کندھیا (Kandhia) کا کوئی اور لہجہ ہوگا، کیونکہ اپنے کوہستانی لوگ کندیا کو کھلی Khili کہتے ہیں۔

لیکن بعد میں مکالمہ اور مشاہدہ سے پتہ چلا، کہ اسی زبان کو یہ نام اس گاؤں کی وجہ سے جہاں یہ بولی جاتی ہے دیا گیا ہے، اب مجھے تو اور کسی کا اس وقت پتہ نہیں تھا، لیکن میرا اپنا یہ خیال تھا، کوہستان کے بن کڑ Bankar سے کوئی کوہستانی قبیلہ کسی نہ کسی وجہ سے اپنی جگہ سے ہجرت کر کے تانگیر میں آباد ہوا ہے، اور ان کے اسی مقامی نام کی وجہ سے یہ لوگ تانگیریں

پنکڑی Barkari کے نام سے مشہور ہوئے۔اگرایسا ہی ہوتا تو پھران کی زبان کا نام بھی بنکڑی ہوتا نہ کہ کنیا والی، پھر میرا یہ خیال پیدا ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ اوپر تانگیر میں کندیا کو کینا Kania کہا جاتا ہو اور یہ نام اسی وجہ سے دیا گیا ہو۔ بہر حال ان بحثوں کو چھوڑ کر سیدھے کنیا والی کے پاس جانا ہے۔کہ اس نام کے بارے میں دیگر حضرات کی رائے کیا ہے۔

کارل جٹمار کا کہنا ہے۔کہ چونکہ کوہستانی زبان آپس میں دو بولیوں میں بٹی ہوئی ہے، لیکن باج کری Bajkari کے تانگیری لوگ جو کنیا والی بولتے ہیں، غالباً وہ ان بولیوں میں سے نکلی ہے (۱۵)

جناب فس مین کا کہنا ہے، کہ بدروس نے جس کنیا والی کا ذکر کیا یہ کوہستانی کی منی (mani) سے تعلق رکھتی ہے (۱۶)

جناب سکال موسکی اس کا تعلق تو کوہستانی سے بتاتے ہیں لیکن لکھتے ہیں۔

An isolated dialect of maiyan-konya wali is spoken in the territory of Shina (۱۷)

میری رائے:

کوہستانی جو کہ مغربی کوہستان کی ایک بڑی زبان ہے۔اس مغربی کوہستان کو زمانہ قدیم سے دو سیاسی گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک گروپ کو منی اور دوسرے گروپ کو منذری کہا جاتا ہے، چونکہ سارا علاقہ پہاڑوں سے بھرا ہوا ہے، اور کوئی ۳۰ سال پہلے آنے جانے اور ایک دوسرے سے میل جول کے ذرائع نہ ہونے کے برابر تھے۔اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے قدرتی حصار میں مقید تھا، اس لیے زبان میں جغرافیائی ماحول کی وجہ سے چند الفاظ کا فرق واقع ہوا ہے۔جس کی وجہ میں اسے ایک الگ زبان یا الگ بولی نہیں کہہ سکتا، کوہستان کے نچلے حصے میں جو سوات سے لگا ہوا ہے۔جسے وادی بنکڑ کہتے ہیں، کی زبان میں تو آدھی سے زیادہ پشتو کے الفاظ داخل ہو چکے ہیں۔اس طرح مشرقی کوہستان میں بٹیڑی (Bateri) زبان کا بھی یہی حشر ہوا ہے، البتہ میں اپنی فیلڈ ریسرچ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر کوئی اچھا فیلالوجسٹ اور لنگوسٹ اس کوہستانی زبان میں ایک اور لہجہ ڈھونڈنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ ان کی وادی کیال میں کام کریں، کیونکہ اسی وادی میں تو بالکل الٹی گنگا بہائی جا رہی ہے اور میرا خیال اور خیال کیا یقین ہے، کہ وہ جناب بدروس صاحب کی نئی زبان کی نسبت واقعی ایک نئی زبان یا ایک نئی بولی یا لسانیات میں اگر اس کے لیے کوئی دوسرا موزوں اصطلاحی نام ہو مل سکے کیونکہ وادی گوپال میں فقرے کی ساخت پورے کوہستان سے الگ ہے۔

مثلاً باقی کوہستان میں جب کہتے ہیں میں نے نہیں لکھا تو / میں نی لیکہ سھی (چھی) نی لیکہ چھی

لیکن کیال میں کہیں گے: میں نے نہیں لکھا / میں لیٹ نی چھی رچھی

یعنی باقی کوہستان میں فاعل کے بعد نہیں اور پھر فعل

کیال میں فاعل کے بعد فعل اور فعل کے بعد نہیں

حالانکہ باقی پورے کوہستان میں فقرے کی ساخت یا بناوٹ اردو، پشتو کی طرح ہے

کہ پہلے فاعل آئے گا، پھر مفعول اور اس کے بعد فعل آئے گا۔

دوبیر اور کندیا (علاقہ یا سیاسی گروپ: منزری) کے علاوہ منی (Mani) کے علاقے میں ج کو ز میں بدل دیتے ہیں/ اور ج کو چ (ث۔س) میں بدل دیتے ہیں۔

بہر حال جن لوگوں نے پٹن، سیو، جیجال اور بنکڑ سے کسی نہ کسی وجہ سے اپنا کوہستانی علاقہ چھوڑ کر تانگیر کے بانگڑی میں آباد ہوئے ہیں۔ یہ کنیا والی ان کی زبان ہے، نہ کوئی الگ زبان ہے اور نہ کوئی الگ بولی ہے، بلکہ اسی کوہستانی کی کوہستانی

ہے چونکہ اردگرد تمام علاقے میں شینا (Shina) زبان بولی جاتی ہے۔تو یقینی بات ہے کہ شینا اس پر بہت گہرا اثر کیا ہوگا، لیکن یہ اثر فرہنگ تک محدود ہوگا۔زبان کے گریمر، صرف ونحواور زبان کے کنیڈے پر کوئی بھی اثر نہ کیا ہوگا۔

زبان کے نمونے:

اردو	کنیاوالی	اردو	کنیاوالی
		نام	نوم
سر	شیش	دل	دش
بال	بال	لہسن	ھوگی
آنکھ	اچھی	پیاز	پیاز
کان	کانڑ	نمک	لو
ناک	نسور	چربی	میا
ہتھیلی	تلی	انڈا	اڑا
روٹی	گوئلی	بڑا	گاھو
پانی	وے	چھوٹا	لکھو
ستارہ	تار	گیلا	بل زل
چاند	یوں	خشک	شی شی لو
سورج	سوری	لمبا	ژکو
معدہ	وی ری	جائیداد	جائیداد
ہاتھ	ہا	حصہ	ٹھبا
جانور:			
گائے	گا	بیل	گو
بکرا	مونگور	گدھا	خر
گھوڑا	گھو		
رنگ:			
سرخ	لوہو	نیلا	نیلو
سفید	پنڈر	پیلا	پیلو
پھل:			
انگور	ژاج	سیب	بھاپ
انجیر	پاؤ	آم	آم
بادام	بادام		

ضمائر:

مجھے	مے	تم	تس
تجھے	تیں	وہ	سواو
تیرے لیے	سان	وہ (جمع)	سی
مہ	ین	ہم	بیہ
تو	تو	کب	کا
کا	کون	کتنا	کنوک
کس کا	کسیں	کیاں	گوٹو
کیا	گی	کیوں	گینہ
اس لیے	تے چے		

حروف جار:

میں	مہ	درمیان	مڑ
پر	لا	سے	نہ

اعداد ترتیبی:

پہلا	ساموٹھ	تیسرا	جیون
دوسرا	دویون		

اعداد کسری:

آدھا	آڑو	ایک تہائی	تیرا
ایک چوتھائی	پاؤ		

اشارے:

اے لوگو	ای مشو	لڑکے کی ماں	مناھالی
ہاتھ پر	ہتھونل	لڑکی کا بھائی	دھاڑا
مناھالا	لڑکے کا باپ	لڑکی کی بہن	دھی بھی

مذکر مؤنث:

اردو	کنیاوالی	ماں	مھالی
گھوڑا	گھو	لڑکا	مٹو
گھوڑی	گھوئی	لڑکی	مٹی
باپ	مھالا		

واحد جمع:

دن	دانت	عورتیں	گھرسی

دنہ	دانت	بیٹا	پوچ
عورت	گھیرا	بیٹے	پوچا

فعل امر:

کھا	کھہ	لکھو	لیکہ

فعل نہی:

مت کھا	نی کھہ	مت لکھو	نی لیکہ

افعال:

لکھنا	لیکوں	کھیلنا	لٹوں
پڑھنا	پڑوں	آنا	آیوں
بیٹھنا	بھہ یوں	مارنا	کوٹوں
کھانا	کھوں		

گنتی:

ایک	اک/اکی	نو	ناؤانو
دو	دو	دس	داش
تین	چا	انیس	انبیش
چار	چور	بیس	بیش
پانچ	پانز/پاش	چالیس	دوبیش
چھ	شو	اسّی	چوربیش
سات	سات	سو	شل
آٹھ	اٹھ		

فقرے:

میرانام	مے نا
میں نے کہا	مے کرا گل
ہم نے کہا	روکراگل/ ہیہ کراگل
مجھے وہ کتاب دو	مے گی اسی کتاب دی
انہوں نے کہا	ایوکراگل
ایک آدمی کے دو بیٹے تھے	اک مشودو پوچا اشو
چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ	زوڑنہالے کھورہ جیکہ
سونے کی قدر زرگر سے پوچھ	زراں قدر زرگرنہ پتوس کرہ

حوالے/حواشی

۱۔ . Between Axus and Indus . P 125

۲۔ Beyond the Groges of the Indus. P57

۳۔ Rajatarangni P.137

راج ترنگتی ان کی کتاب نہیں ہے یہ تو کشمیر کے مشہور عالم کلین کی لکھی ہوئی تاریخ ہے۔ جناب سٹائن نے اس کا نہ صرف انگریزی مین ترجمہ کیا ہے، بلکہ اس پر بہترین حواشی لکھی ہیں۔ ان کے اس قول کی تصدیق جناب پروفیسر توشی اور جناب کارل جٹسمار بھی کرتے ہیں (میں اس پر اتنا اضافہ کرتا چاہوں گا۔ کہ افغانستان کے کوہ ہندوکش سے لے کر چترال، سوات انڈس کوہستانی گلگت اور کشمیر تک یہ لوگ آباد تھے، شاھین)

۴۔ . L.S.I. P.139

۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۶۴۲

۶۔ حوالہ محولہ بالا، ص ۶۴۵

۷۔ حوالہ بحوالہ بالا، ص ۶۴۱

۸۔ . L.S.I. P.140

۹۔ جدید لسانیات اور ترقی پذیر معاشرہ ص ۴۴

۱۰۔ Ando Aryan p. 431

۱۱۔ The linguistic importance P.7

۱۲۔ K.D.B P.9

۱۳۔ Language as a source P.49

۱۴۔ Languages of Pakistan P.19

۱۵۔ K.D.B P.9

۱۶۔ Language as a source

۱۷۔ the Linguistic importance P.6

کتابیات

۱۔ Buddruss G. 1959, Kanyawali, Germany

۲۔ Stein A. 1091, Rajatarangni V II, Kalcutta.

۳۔ tucai G. 1977, on Dard, East and west, Milano.

۴۔ Jettman G. 289 K.D.B. Abbottabad.

۵۔ Fussman g. 1989. Languages as a Source for History Ed.A.H. Dani History of Northern Areas, Islamabad.

۶۔ Skalmawski W. 1985. The Linguistic Importance of the Dardic Languages. J.C.A. July 1985. Islamabad.

۷۔ Jettmar Karl, 2002. Beyond the Gorges of the Indus, Oxford,

۸۔ Margenstreme G. 1973, Languages of Pakistan, اورینٹل کالج میگزین جلد۴۹

۹۔ Masica, Colin P, 1991 the Indo Aryan languages, London.

۱۰۔ Strand. 1981. Nurustanni and Dardic languages , Moscow

اردو

۱۔ سرتاج خان۔شمالی علاقہ دیامر، دیامر۱۹۹۶ء

۲۔ مارگنسٹر ین، دائرہ معارف اسلامیہ جلد نہم،۲۰۰۴ء پنجاب یونیورسٹی لاہور (باردوم ۲۰۰۴ء)

۳۔ یاسر، خالداقبال۔۱۹۸۷ء، جدید لسانیات اور ترقی پذیر معاشرہ ص۴۴، صحیفہ۔لاہور

۴۔ شاہین، محمد پرویش: کوہستانی زبان۔۱۹۸۸ء سائنس دائجسٹ کراچی

۵۔ شاہین، محمد پرویش: شینا زبان۔۱۹۸۹ء سائنس ڈائجسٹ کراچی

۶۔ شاہین، محمد پرویش: کوہستان کا لسانی جائزہ۔۱۹۹۰ء صحیفہ لاہور

۷۔ شاہین، محمد پرویش: کافرستان (لوگ، تاریخ اور زبان۔۱۹۹۱ء منگلور۔سوات)

۸۔ شاہین، محمد پرویش: کالام کوہستان ۲۰۰۴ء جمال اکیڈمی اردو بازار، لاہور

۹۔ شاہین، محمد پرویش: دیر کوہستان ۲۰۰۴ء جمال اکیڈمی اردو بازار، لاہور

پشتو

۱۔ دوردی ژبوڈکشنری، (دردی زبانوں کی ڈکشنری) مجلّہ پلوشہ کراچی، ۱۹۸۵ء

۲۔ کوہستانی اور پشتو، (کوہستانی اور پشتو کا لسانی رابطہ) پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی ۱۹۸۸ء